

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلاصہ خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2021ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے واقعات کا تذکرہ جاری ہے۔ آج ۱۵ ہجری میں بیت المقدس فتح ہونے کے واقعات کا تفصیل سے ذکر ہو

گا۔ بیت المقدس شہر ایلیا میں واقع تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ محاصرہ کر لیا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

کا لشکر بھی آپ سے جا ملا تھا۔ آخر کار بیت المقدس کے عیسائیوں نے صلح کی پیشکش کی لیکن یہ شرط رکھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف

لائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ دشمنوں کی اس شرط کو رد کر دیا جائے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ

عنہ نے اس کے مخالف رائے دی کہ اگر آپ نے صلح کی پیشکش کو قبول نہ کیا تو جنگ مزید لمبی ہوگی اور عیسائیوں کو بادشاہ کی طرف سے مدد بھی پہنچ

جائیگی۔ مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو قبول فرمایا اور سفر کا ارادہ فرمایا۔ تاریخ میں ذکر ہے کہ آپ نہایت سادگی سے روانہ

ہوئے اور بادشاہوں کی طرح ساتھ کچھ ساز و سامان نہ تھا۔

راستے میں جابیہ نامی جگہ پر سرداروں کو ملنے کی ہدایت کی گئی تاکہ بیت المقدس کو فتح کرنے کی تدبیر پر مشورہ کیا جاسکے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان ا

ور حضرت خالد بن ولید نے آپ کا استقبال کیا۔ اس موقع پر ایک واقعہ درج ہے کہ یزید بن ابی سفیان نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے پاس کپڑے

اور سواریاں بہت ہیں اور زندگی بہت عمدہ ہے۔ اگر آپ یہ کپڑے پہنیں اور عمدہ سواریوں پر سوار ہوں تو اس سے انجمیوں میں آپ کی شہرت بڑھے

گی اور امور سلطنت میں مزید زینت پیدا ہوگی۔ اسپر حضرت عمر نے فرمایا: اے یزید، نہیں۔ اللہ کی قسم، میں اس حالت کو ترک نہیں کرونگ جس

پر میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چھوڑا تھا یعنی آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ اور میں لوگوں کیلئے زینت نہیں اختیار کرونگ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا کرنا مجھے میرے رب کے نزدیک عیب دار نہ کر دے۔

مسلمانوں اور بیت المقدس کے عیسائیوں میں جو معاہدہ ہوا اس کا تاریخ طبری میں اس طرح ذکر ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر نے ایلیا والوں کو دی ہے۔ ان کی جان، مال، گرجے، صلیب اور تمام قوم کو امان دی جاتی ہے۔ کوئی بھی ان کے گرجہ گھروں میں قیام نہیں کریگا اور نہ وہ گرائے جائیں گے۔ اور نہ ان کے اموال کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ اور ان سے دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں کیا جائیگا۔ اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے شہروں کی طرح جزیہ دیں۔ تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ اس معاہدہ سے ساتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ مسلمانوں نے مذہب کو پھیلانے کیلئے زبردستی نہیں کی۔ ۲۔ غیر مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ ۳۔ غیر قوموں سے زبردستی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا۔

اس امن کے معاہدہ کی خبر جب مختلف علاقہ جات میں پہنچی تو وہ لوگ بھی ایسا ہی معاہدہ کرنے کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ آپ ایک نہایت سادہ لباس میں تھے۔ مسلمانوں نے آپ کو ایک قیمتی پوشاک دی لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے جو ہمیں عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے۔ اور ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ عیسائی پادریوں نے خود شہر کی چابیاں آپ کو پیش کیں۔ آپ سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے۔ پھر عیسائیوں کے گرجے میں گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجہ میں نماز پڑھنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ آئندہ لوگ اس کو حجت قرار نہ دے دیں مسیحی معبد سے باہر نکل کر نماز پڑھی۔

واپسی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ملک شام کا دورہ فرمایا۔ مدینہ سے باہر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ مسجد نبوی صلعم میں تشریف لے گئے، دو رکعت نماز ادا کی اور پھر لوگوں سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلعم پر درود بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر فرمایا اور لوگوں کو شکر گزاری کی ترغیب دلائی۔

آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۳ حرمین کی ذکر فرمایا اور ان کے نماز جنازہ کا اعلان فرمایا۔